بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

المعجزات

تصنیف

شیخ التفسیر مولانا ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ

مکتبہ اویسیہ رضویہ

بہاول پور

نام کتاب	المعجزات
مصنف	حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی
ناشر	مکتبہ اویسیہ رضویہ ملتان روڈ بہاولپور
مطبع	زاہد بشیر پرنٹرز لاہور
سرورق	محمد رفیق رضا ملتان
ضخامت	۳۶ صفحات
سائز	۱۸×۲۲/۸
قیمت	
بار	

تمہید[1]

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَالسَّلَامُ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اما بعد! احقرالوری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی غفرلہٗ ملتمس ہے کہ زمانہ حال کے موجودہ مسلمانوں کی گویا جبلّی عادت بن چکی ہے کہ کہانی سننے اور سنانے یا ناول پڑھنے میں اپنا قیمتی وقت ضایع کرنا، یہاں تک کہ نیکی و بدی کا خیال تک بھی نہیں کرتے۔ اگرچہ انسان کی فطرت یہی ہے کہ قصے کہانی سے دل بہلا رہتا ہے مگر اتنا تو ضرور سوچنا چاہیئے کہ کس کہانی میں میری فلاح ہے اور کس کہانی میں جرم و گناہ۔ اگرچہ زمانہ حال کے مسلمانوں کو کچھ نصیحت کرنا بجائے نفع کے نقصان ہے مگر پھر بھی امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہمارے ذمہ فرض ہے۔ فلہٰذا عرض ہے کہ اے بھائیو اسلام کے نام لیواؤ! کام وہ کرو جس سے رب تعالیٰ اور پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوں۔ یہ شب و روز آپ جھوٹے قصے کہانیاں، ناول پڑھتے ہیں اس سے اللہ تعالیٰ اور رسول کریم علیہ السلام ناراض ہوتے ہیں اور قیامت کی رسوائی بھی ہوگی۔

آؤ۔ میں نے تمہارے لیے معجزے جمع کیے ہیں۔ جن کے پڑھنے اور سننے والوں پر رحمت نازل ہوتی ہے بلکہ آپ کا اعمال نامہ نورانی دفتر بن جائے گا اور جتنے لوگ سنیں گے ان کو بھی ثواب ہوگا اور آپ کو تو بے حد اجر ملے گا۔ جھوٹے ناول اور قصے چھوڑ کر آپ سچے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات پڑھا کریں اور احباب کو بھی ان کے پڑھنے کی ترغیب دلائیں۔ (والسلام)

---

[1] یہ تمہید پہلے ایڈیشن پر لکھی گئی۔ (اویسی رضوی غفرلہٗ)

مقدمہ[1]

(لغوی تحقیق)

معجزہ اعجاز سے مشتق ہے جس کا مادہ عجز ہے اور عجز انسان کے پچھلے حصّہ کو کہتے ہیں :

كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنْقَعِرٍ ؕ گویا کہ وہ اکھڑی ہوئی کھجوروں کی ڈنٹی ہیں۔

میں یہی معنی ملحوظ ہیں۔ پھر اس عجز سے کسی کام میں مؤخر رہنے کا مفہوم لے کر پھر اس سے درماندگی کا مفہوم لیا جاتا ہے۔ اسی معنی کو لے کر قرآن پاک نے مختلف معنوں میں استعمال کیا ہے۔ ذیل کی آیات ملاحظہ ہوں :

۱۔ جب قابیل کے سامنے ایک کوّے نے دوسرے کوّے پر مٹی ڈال کر اسے زیرِ خاک کیا تو قابیل بولا :

يَاوَيْلَتٰى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ ۔ — ہائے خرابی میں اس کوّے جیسا نہ ہو سکا۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے سرکش کفّار سے فرمایا ہے :

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِى اللّٰهِ — یاد رکھو۔ تم لوگ اللہ کو نہ تھکا سکو گے۔

۳۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَهٗ — اللہ وہ نہیں جس کے قابو سے نکل سکے۔

۴۔ لَا يُعْجِزُوْنَ ۔ — ہرگز نہ تھکا سکو گے۔

۵۔ اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ وَلَنْ نُّعْجِزَهٗ — ہرگز زمین میں اللہ کے قابو سے نہ نکل سکیں گے اور نہ بھاگ کر اس کے قابو سے باہر ہوں۔

۶۔ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ — وہ زمین میں قابو سے نکل کر جانے والا نہیں۔

۷۔ وَمَا اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ — تم تھکا نہیں سکتے۔

۸۔ مُعَاجِزِيْنَ — ہرانے کی کوشش کرتے ہیں۔

۹۔ اَنَا عَجُوْزٌ — میں بڑھیا ہوں۔

عجوز اس مرد یا عورت کو کہتے ہیں جو پیرانہ سالی کی وجہ سے بہت سے امور کرنے سے درماندہ رہ کر عاجز ہو جائے۔ اور اہلِ عرب اپنے ارادہ پر قادر نہ ہونے کو عجز کہتے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں لفظ قدرت استعمال کیا جاتا ہے اور اعجاز بمعنی عاجز کرنا، معجزہ بمعنی عاجز کرنے والا اور معجزہ کو بھی معجزہ اسی لیے کہتے ہیں کہ خلقِ خدا اس جیسے فعل کرنے سے عاجز ہو جاتی ہے گویا اسی فعل نے خلق کو عاجز کر دیا اور شریعت میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسّلام کے ان دلائل کو کہتے ہیں جن کو ان حضرات نے اپنی نبوت کے لیے خلقِ خدا کے سامنے پیش فرمائے گویا معجزات شانِ نبوّت کے مظہر ہوتے ہیں۔

معجزہ کی تاء کی تحقیق

معجزہ کی تاء میں کئی احتمال ہیں :

۱۔ مبالغہ کی ہے جیسے علامۃٌ و نسابۃٌ ہیں۔

۲۔ نقل من الوصفیہ الی الاسمیۃ کی ہے جیسے حقیقۃٌ ہیں۔

۳۔ یا تا تانیث کی ہے لیکن اس کا موصوف محذوف ہے۔ در اصل آیۃٌ مُعْجِزَۃٌ۔

تحقیق صیغہ

اسم فاعل از اعجاز ماخوذ از عجز جو کہ قدرت بالمقابل ہے بمعنی اثبات العجز۔ اسے اظہار العجز کے لیے استعارہ کیا گیا ہے پھر مجازاً ہر اس شئے کو کہا جاتا ہے جو عجز کا سبب بنے۔ اب عرف میں سبب عجز کا عَلَم بن گیا ہے۔

معجزہ کی تعریف

شرح عقائد نسفی میں ہے :

---

[1] اس تحقیق کا اضافہ طبع دوم میں ہوا۔ لیکن طبع اول سے کچھ بحث ملا دی گئی ۱۲۔ اویسی غفرلہٗ۔

مُعْجِزَۃٌ ھِیَ اَمْرٌ یُظْہِرُ بِخِلَافِ الْعَادَۃِ عَلٰی یَدِ مُدَّعِی النُّبُوَّۃِ عِنْدَ تَحَدِّی الْمُنْکِرِیْنَ عَلٰی وَجْہٍ یَعْجِزُ الْمُنْکِرِیْنَ عَنِ الْاِتْیَانِ بِمِثْلِہٖ ۔

معجزہ ہر وہ امر جو خلاف عادت مدعی نبوّت کے ہاتھ سے ظہور پذیر ہو جبکہ منکرین کا مقابلہ ہو۔ ایسے طریق سے کہ منکرین اس جیسا پیش کرنے سے عاجز ہوں ۔

ف ؛ عادت سے عادتِ الٰہیہ مراد ہے یعنی ہر وہ فعل کا صدور کرات مرات ہو۔ اس کی نسبت صانع کی طرف ہوتی ہے ۔جیسے بھوک کا مٹنا کھانے سے اور پیاس کا پانی سے وغیرہ وغیرہ۔ اگر اس عادت کے خلاف فعل صادر ہو تو اسے خرق عادت سے تعبیر کرتے ہیں ۔جیسے کسی کی پیاس پانی کے بغیر اسی طرح بھوک کھانے کے بغیر مٹائی جائے۔

ف ؛ بروئے تواریخ یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ لفظ معجزہ کا استعمال اس خاص معنیٰ میں کس زمانہ سے ہونے لگا اور وہ پہلا کون شخص تھا جس نے اس مفہوم میں اس کا استعمال کیا مگر اس امر کا اطمینان ہے کہ اللہ تعالیٰ یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم یا کسی دوسرے نبی علیہ السّلام کے کلام میں اس لفظ کا اس معنیٰ میں استعمال کہیں بھی نہیں ہوا ۔

معجزہ دو قسم ہے :

۱۔ انسانی طاقت کو اس فعل کے کرنے کا امکان تو ہو مگر اللہ تعالیٰ اپنے نبی علیہ السّلام کو سچا کرنے کے لیے انہیں عاجز کر دے جیسے موت کی تمنّا کرنا۔

۲۔ انسانی طاقت سے باہر ہو اور نہ وہ اس جیسا فعل کر سکتے ہوں جیسے احیاء موتیٰ (مردے زندہ کرنا) چھڑی کو سانپ وغیرہ کر دینا وغیرہ وغیرہ ۔

خرق عادت کی اقسام

اس کی سات اقسام ہیں ؛

۱۔ معجزہ، یہ انبیاء کرام علیٰ نبینا وعلیہم السّلام سے صادر ہوتا ہے ۔

۲۔ کرامت ؛ یہ اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ سے۔

۳۔ معونۃ ؛ یہ عام مومنیں سے سرزد ہوتی ہے بشرطیکہ وہ فاسق و فاجر نہ ہوں ۔

۴۔ ارہاص ؛ یہ حضرات انبیاء کرام علیٰ نبینا وعلیہم السّلام سے صادر ہوتا ہے ۔لیکن قبل از اظہار نبوّت ،جیسے قبل از اظہار نبوت حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کے معجزات ۔ جن کا بیان آگے آئے گا ۔ انشاء اللہ تعالیٰ ۔

ف ؛ بعض لوگوں نے اسے کرامت میں داخل کیا ہے اور بعض نے مجازاً معجزات میں ۔

۵۔ استدراج ؛ یہ کفار اور فساق سے ظاہر ہوتا ہے جیسا وہ چاہیں ۔استدراج بمعنی ڈھیل دینا۔ چونکہ اس طرح سے کافر و فاسق کو ڈھیل ملے گی اور غلط کاری میں جرأت کرتا ہوا جہنم رسید ہو گا ۔

۶۔ اہانت ؛ کافر و فاسق سے ایسا فعل سرزد ہو جو اس کی مرضی اور منشاء کے خلاف ہو ، جیسے مسیلمہ کذاب کے لیے ہوا کہ اس نے پانی میں تھوکا تو وہ بجائے میٹھا ہونے کے کڑوا ہو گیا۔ اسی طرح اس نے بھینگے کی آنکھ پر ہاتھ پھیرا تاکہ آنکھ صحیح ہو جائے الٹا وہ نابینا ہو گیا۔

۷۔ جادو ؛ یہ شریر لوگوں کو حاصل ہوتا ہے جو عملیات کے ذریعے شیاطین کی مدد سے خرق عادت میں شامل نہیں کیا اسی لیے کہ اس میں عملیات کو دخل ہے جو بھی ان عملیات کو عمل میں لائے اسی سے ایسے امور کا صدور ہو گا ۔

ف ؛ کہانت جادو سے ہے اور کہانت جنات سے غیبی خبر سن کر بات بتانا ہے ۔

عقیدہ

محققین کا اجماع ہے کہ خرق عادات کا ظہور جھوٹے نبی سے محال ہے۔ اس لیے کہ معجزہ کی دلالت صدق پر قطعی ہے اور وہ جھوٹا ہے ۔بعض کہتے ہیں ؛ اگر جھوٹے سے معجزہ کا ظہور مان لیا جائے تو اللہ تعالیٰ کا انبیاء کرام علیٰ نبینا وعلیہم السّلام کی تصدیق کے لیے عجز لازم آئے گا۔

جھوٹے نبیوں کے جھوٹے کرشمے

جھوٹے نبی سے صحیح خرق عادات صادر ہوتیں تو وہ حیلوں حوالوں سے گاڑی نہ چلاتے۔ حالانکہ انہوں نے جب بھی اپنی جھوٹی نبوّت کا اظہار کیا تو پھر حیلوں حوالوں سے کام چلایا۔ چنانچہ چند ایک حکایات ملاحظہ ہوں :

۱۔ مسیلمہ کذاب اپنے ہاتھ پر ادویہ چھڑ کر گنج کے سر پہ ہاتھ پھیرتا تو اس کے سر سے بال پیدا ہو جاتے وہ اپنے اس امر کو معجزہ سے تعبیر کرتا۔

۲۔ طلیحہ بن خویلد (جھوٹے نبی) کا کام تھا کہ سرکہ میں انڈا اور نوشادر ڈال کر خوب پیستا پھر اسے شیشی میں ڈال دیتا، اس کے اوپر پانی ڈال دیتا، اس طرح سے وہ اشیاء اپنی حالت پر لوٹ آتیں۔ اس معاملہ کو بھی وہ معجزہ سے تعبیر کرتا۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

امّا بعد! چونکہ فقیر نے معجزات کی ترتیب کے بغیر یہ سلسلہ شروع کیا ہے۔ اس لیے ان جملہ حصص میں صرف معجزات کے عنوانات اور نمبر قائم ہوں گے۔ واللہ الموفق (وھی ھذہٖ)

۱۔ **بڑا معجزہ قرآن مجید** عمدہ ترین معجزہ قرآنِ پاک ہے کہ ایسا معجزہ اور کسی پیغمبر کو عنایت نہیں ہوا۔ سب انبیاء علیہم السّلام کے معجزے ایک وقت میں ظاہر ہو کے ناپید ہو گئے۔ مگر یہ معجزہ آپ کا ابتدائے نزول سے اب تک کہ ۱۳ سال ہوئے تا ہنوز باقی ہے اور قیامت تک باقی رہے گا۔ فصحائے عرب جو کہ فصاحت و بلاغت میں اپنے زمانہ کے بے عدیل سمجھے جاتے تھے اور فی البدیہہ قصائد طویلہ و نثر و عبارات مسجع بلا تکلف کہہ دیا کرتے تھے۔ اس کے مقابلہ میں عاجز آ گئے۔ آپ نے انہیں برملا فَاْتُوْا بِسُوْرَۃٍ مِّنْ مِّثْلِہٖ (الآیۃ) فرمایا۔ مگر سب کے سب اس کے مقابلہ میں عاجز ہوئے اور آج تک دشمنانِ اسلام کہ ہمیشہ اس کی تخریب کی فکر میں رہتے ہیں۔ اس کی زیر و زبر اور نقطہ کو تبدیل کرنے تک کی بھی قدرت نہیں رکھتے کیونکہ

ع بدلے گا زمانہ لاکھ مگر قرآن نہ بدلا جائے گا

۲۔ **عصا کو نورانی بنا دینا** حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عباد بن بشر و اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں عشاء کی نماز کے بعد آپ کی زیارت کے بعد کچھ دیر تک آپ کے کلام سے مستفیض ہوتے رہے، یہاں تک کہ سخت ظلمت چھا گئی۔ جب یہ حضرات رخصت لے کر اپنے گھر جانے لگے تو آپ نے فرمایا کہ اندھیری رات میں گھبراؤ

نہیں۔ تمہارے ہاتھ کا عصا مشعل کی طرح روشن ہوکر تمہیں راستہ دکھائے گا۔ جب یہ حضرات رخصت ہوکر مسجد نبوی سے باہر نکلے تو ایک صاحب کا عصا خود بخود مشعل کی طرح بغیر آگ وتیل کے روشن ہوا اسی روشنی میں دونوں صاحب راستہ چلتے رہے۔ جب راستہ الگ ہوا تو بوقت جدائی دوسرے صاحب کہ جس کا عصا روشن نہیں تھا فوراً روشن ہوگیا اور دونوں صاحبان اسی روشنی کے ذریعہ سے اپنے اپنے گھروں میں پہنچے اور صبح کو جو دیکھا تو ان میں آگ کا نشان بھی نہیں تھا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین)

ف : اس معجزہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی غیب دانی کا مسئلہ حل ہوگیا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ فقط نور نہیں بلکہ نور گر (یعنی نور بنانے والے) بھی ہیں۔

۳۔ حضرت انس رض کا دستر خوان

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

از انس فرزند مالک آمدہ است
کہ بمہائی او شخصے شدہ است

ترجمہ ، حضرت انس رض سے مروی ہے کہ ان کا ایک شخص مہمان ہوا۔

او حکایت کرد کز بعد تمام
دید انس دستر خوان ماذ دعام

ترجمہ : وہ مہمان فرماتے ہیں کہ طعام کے بعد انس نے دستر خوان پر بکثرت میل دیکھی۔

چرکن آلودہ گفت اے خادمہ
اندر فگن در تنورش یک دمہ

ترجمہ ، میل اور آلودگی دیکھ کر خادمہ کو فرمایا اسے ابھی تنور میں ڈال دو۔

در تنور پر ز آتش در فگند
آنزمان دستار خواں را ہوش مند

ترجمہ : تنور آگ کے بھرے ہوئے میں اس دانا خادمہ نے اسی وقت اس دستر خوان کو ڈال دیا۔

جملہ مہمانان حیران شدند
انتظار دود کند ورے بدند

ترجمہ ، تمام مہمان اس معاملہ میں حیران ہوئے ، اس رومال پر دھواں کے آثار کے منتظر تھے۔

بعد یک ساعت برآورد از تنور
پاک و اسپید و ازاں او ساخ دور

ترجمہ ، ایک ساعت کے بعد اس کو تنور سے باہر لائے تو صاف وشفاف میل سے دور ہوکر نکلا۔

قوم گفتند اے صحابیؓ عزیز
چوں نسوزید و منقی گشت نیز

ترجمہ : مہمانوں نے کہا کہ اے بزرگ صحابی اسے آگ نے کیوں نہ جلایا ، الٹا صاف ہوگیا۔

گفت زانکہ مصطفیٰ دست و دہاں
بس بمالید اندریں دستار خواں

ترجمہ ، انس نے کہا کہ اصل وجہ یہ ہے کہ پیارے مصطفیٰ نے اس کو ہاتھ اور منہ لگایا تھا۔

اے دل ترسندہ از نار عذاب
با چناں دست ولی کن اقتراب

ترجمہ : اے دل نار عذاب سے ڈرنے والا تو بھی اسی طرح ولی کے ہاتھ کا قرب حاصل کرلے۔

چوں جمادے را چنیں تشریف داد

جان عاشق را چہار خواہد کشاد

ترجمہ: جبکہ اس بے جان شے کو اتنا شرف بخشا تو نامعلوم عاشقِ زار کو کتنا شرف فرمائیں گے۔

ف: اس قِصّہ کو علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی خصائص کبریٰ میں نقل فرمایا ہے۔ پھر حضرت انس نے مہمانوں سے فرمایا کہ جب بھی یہ دسترخوان میلا ہو جاتا ہے ہم اسی طرح تنور میں ڈال کر اجلا کر لیتے ہیں۔ اسی قصّہ کے راوی حضرت عباد بن الصمد ہیں۔

۴۔ لکڑی کو تلوار بنا دیا

واقدی بنی اشہل کے بہت سے مردوں سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ بدر میں حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار ٹوٹ گئی۔ اسے سیّد دوجہاں نے ایک تازیانہ عطا فرمایا جو کہ آپ کے ہاتھ میں تھا اور فرمایا کہ اسی کے ساتھ لڑو۔ پس ناگاہ وہ لاٹھی چمکتی ہوئی تیز تلوار بن گئی اور ہمیشہ وہی لاٹھی ان کے پاس تلوار بنی رہی۔ (حجۃ اللہ)

ف: یہ تصرف رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کہ لاٹھی کی ہیئت کو بدل ڈالا۔ اسے کہتے ہیں اختیار رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم)

۵۔ حضرت ابوہریرہؓ کا پیالہ دودھ کا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بھوک کے باعث کبھی ایسا ہوتا کہ جگر تھام کر زمین پر گر جاتا تھا اور کبھی پیٹ پر پتھّر باندھ لیتا۔ ایک دن سرِ راہ آ بیٹھا، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے قریب سے گذرے اور میں نے آپ سے قرآن مجید کی چند آیات کے متعلق دریافت کیا میرا مقصود یہ تھا کہ شاید وہ مجھے کچھ کھلا دیں گے۔ مگر وہ یونہی تشریف لے گئے پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے ان سے بھی ایک آیت کا مطلب پوچھا۔ ان سے بھی وہی غرض تھی مگر وہ بھی تشریف لے گئے۔ اتنے میں بیکسوں کے والی، غریبوں کے آقا پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے۔ آپ نے مجھے دیکھ کر تبسّم فرمایا۔ یعنی

میرے دل کی بات سمجھ گئے اور میرے چہرہ کو تاڑ لیا۔ پھر فرمایا: میرے ساتھ چلے آؤ، میں پیچھے پیچھے ہو لیا۔ حضور انور صلّی اللہ علیہ وسلم نورانی حجرہ میں تشریف لے گئے اور وہاں سے ایک دودھ کا بھرا ہوا پیالہ لائے، آتے ہی فرمایا: اصحابِ صُفّہ کو بلاؤ۔ میں نے خیال کیا اصحاب صُفّہ ستّر آدمی ہیں ان میں ایک پیالہ دودھ کی کیا حقیقت ہو گی۔ اگر مجھے مل جاتا تو میرا کچھ کام بن جاتا۔ لیکن پیٹ پھر بھی نہ بھرتا۔ خیر سرِ تسلیم خم کر کے چلا گیا جا کر اصحاب صُفّہ کو بلایا، وہ سب حاضر ہو گئے۔ آپ نے دودھ کا پیالہ دے کر فرمایا کہ ان سب کو پلاؤ۔ میں نے یکے بعد دیگرے سب کو پلایا اور وہ اسی پیالہ سے سب سیر ہو گئے مگر دودھ کا پیالہ ختم نہ ہوا۔ آخر میں نے پیالہ بحضور کیا۔ مجھے دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا: اے ابی ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اب فقط میں رہ گیا ہوں۔ میں نے عرض کیا سچ ہے یا حبیب اللہ پھر آپ نے فرمایا: اچھا بیٹھ جاؤ۔ اور تم پیو۔ میں نے پینا شروع کیا تو پیالہ منہ سے اتارنے لگا، آپ نے فرمایا پیو، کئی بار فرمایا پیو۔ لیکن میں نے عرض کی یا حبیب اللہ مجھے قسم ہے اس ذاتِ مقدس کی جس نے آپ کو برحق رسول بنا کر بھیجا۔ اب تو پیٹ میں کچھ گنجائش نہیں ہے۔ (خصائص، بخاری شریف)

ف: ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کا اختیار تو دیکھو کہ فقط ایک پیالہ ہے نہ کہ مشک تھی نہ کوئی اور برتن تھا۔ بقول حضرت ابی ہریرہؓ صرف ایک آدمی کے لیے بھی مکتفی نہ تھا۔ سبحان اللہ توسیع کرم کو تو دیکھو کہ ایک پیالہ کو سمندر بے کنار بنا دیا کہ ستّر اصحاب صُفّہ جو بھوک سے ہمیشہ شاکی رہتے اور خود ابی ہریرہ جو بھوک کی وجہ سے گر گر جاتے اور پتھر باندھے رہتے مگر اتنا سیر ہوتے ہیں کہ قسم کھا کر اپنے سیر ہونے کا ثبوت دیتے ہیں۔ حضور مصطفیٰ کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے شیدائیو! بھلا خیال کرو کہ اس کو کوئی جماعت ختم کر سکے گی؟ نہیں ہرگز نہیں۔ قسم بخدا اگر سینکڑوں، ہزاروں بلکہ لاکھوں لاتعداد بھوکے پیتے رہتے تب بھی ختم نہ ہوتا، کیوں ختم ہوتا جبکہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلّم نے اسے جاری کر دیا۔ یہی تو وجہ ہے کہ وہی پیالہ بالآخر سرکار نے خود ہی نوش فرما کر ختم کر دیا۔

ف : خصائص کبریٰ میں ہے کہ جب حضرت ابی ہریرہؓ پینے سے تھک گئے تو پیالہ سرکار کو دے دیا۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس دودھ کے کثیر ہو جانے پر اللہ تعالیٰ کی حمد فرمائی اور بسم اللہ شریف پڑھ کر پینا شروع فرمایا اور پیالہ کا بقیہ دودھ خود ہی آقا نے ختم فرمایا۔

کمیونسٹ کی تردید

در اصل حضور علیہ السّلام اس پیالہ کا کنکشن سلسبیل سے لگا دیا جیسے نل کا کنکشن ٹینکی سے ہوتا ہے تو اس چھوٹے نل سے کتنا پانی نکلتا ہے وہ نل کا کمال نہیں بلکہ ٹینکی کا پانی ہے ایسے ہی روحانی کنکشن جوڑنے والے کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے کیا۔

۶۔ ٹوٹا بازو جوڑ دیا

خبیب ابن سیاف فرماتے ہیں کہ ایک لڑائی میں ہم آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہمراہ تھے۔ میرے کندھے پر ایک ضرب لگی اور میرا ہاتھ ٹوٹ گیا۔ میں حضور سرور کائنات کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے لعاب مبارک لگا کر میرا ہاتھ جوڑ دیا۔ پھر میں نے اسی ہاتھ سے اس شخص کو قتل کر دیا جس نے مجھے زخمی کیا تھا۔ (حجۃ اللہ)

۷۔ مسیحِ وقت بنا دیا

حضرت بشر بن معاویہؓ اپنے والد کے ساتھ حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ان کے چہرہ اور سر پر ہاتھ پھیر دیا۔ جس کا اثر یہ ہوا کہ حضرت بشرؓ جس مریض پر بھی ہاتھ پھیرتے اس کو شفا ہو جاتی۔ (خصائص کبریٰ)

۸۔ حضرت جابرؓ کا آٹا اور گوشت

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ احزاب میں تمام مہاجرین اور انصار خندق کھود رہے تھے۔ میں نے دیکھا کہ میرے آقا علیہ السّلام کچھ تناول فرمانا چاہتے ہیں۔ میں اپنی بیوی کے پاس آیا اور پوچھا کہ کچھ کھانے کو ہے۔ انہوں نے ایک صاع جَو کے نکالے گھر میں ایک بکری تھی وہ میں نے ذبح کی، میری بیوی نے آٹا گوندھا اور گوشت دیگچی میں چڑھا دیا۔ اب میں حضور علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور چپکے سے آپ کے کانوں

میں عرض کی کہ میں نے تھوڑا کھانے کا انتظام کیا ہے آپ معہ چند معدودہ اصحاب کے تشریف لے چلیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے تو سنتے ہی تمام اہلِ خندق کو پکارا اور فرمایا کہ آؤ جابر نے دعوت عام کی ہے، ان سب کو ایسے ہی جمع فرمانا شروع کر دیا اور مجھے فرمایا کہ تم گھر جاؤ اور ایسا کرو کہ جب تک ہم نہ آئیں چولہے سے دیگچی نہ اتارنا اور نہ روٹی پکانا۔ چنانچہ تھوڑی دیر بعد حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم مع غلامانِ خندق تشریف لائے اور آتے ہی آٹے اور گوشت میں لعابِ دہن ڈالی اور برکت کی دعا بھی فرمائی۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم ہزاروں اشخاص نے شکم سیر ہو کر کھایا، گوشت اور آٹے میں کسی قسم کی کمی نہ ہوئی۔ (خصائص کبریٰ) اس معجزہ کی مزید تفصیل آگے آئے گی۔ ان شاء اللہ۔

۹۔ بھاری قرض اتار دینا

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد اپنے اوپر بہت سا قرض چھوڑ کر وفات پائی۔ قرض داروں نے تقاضا کیا تو میں نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ سرکار میرے والد صاحب بہت قرضہ چھوڑ کر انتقال کر گئے ہیں اور کھجوروں کی پیداوار تو میرے باغ میں ہے مگر کئی برس تک اس سے میرا قرض ادا نہیں ہوتا۔ آپ میرے ساتھ میرے نخلستان میں تشریف لے چلیئے تاکہ آپ کے ادب سے مجھ پر قرض دار سختی نہ کریں۔ حضور ان کے ساتھ تشریف لے گئے۔ قرض دار تو بھر دیکھنے آنحضور علیہ السّلام اور زیادہ گرم ہو گئے آپ نے اور کچھ نہ فرمایا بلکہ کھجوروں کے گرد چکر لگا کر برکت کی دعا فرمائی۔ پھر اس ڈھیر پر بیٹھ گئے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ان کھجوروں میں اتنی برکت تھی کہ مجھے امید نہ تھی کہ قرض ادا ہو۔ مگر تمام قرض بھی ادا ہو گیا اور جتنا قرض داروں کو دینا تھا اتنا ہی بچ گیا (بخاری شریف جلد اوّل)

کسی نے کیا خوب فرمایا : ؎

؎ بہت دائن تھے جابر اور اک انبار خرما کا
ادائے قرض کر کے پھر بچایا میرے آقا نے

۹۔ اونٹ کی فریادرسی

حضرت یعلیٰ بن مُرہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم باہر تشریف لائے اتنے میں ایک اونٹ حضور اکرمؐ کے قدموں میں گر کر سجدہ کرنے لگا۔ آپ نے فرمایا یہ اونٹ اپنے مالک کی شکایت کرتا ہے کہ اس کے مالک نے اس سے چالیس برس تک خدمت لی۔ جب یہ بُوڑھا ہو گیا ہے تو اس کے چارے میں کمی اور کام میں زیادتی کر دی۔ آج اس کے مالک کے گھر شادی ہے وہ اسے ذبح کرنا چاہتا ہے۔ اسی لیے یہ میرے ہاں شکایت لے کر آیا ہے۔ آپ نے اونٹ کے مالک کو بلا کر سارا حال سنایا اس نے واقعہ کی تصدیق کی۔ آپ نے فرمایا اس کو میرے لیے چھوڑ دو۔ ذبح نہ کرو۔ (خصائصِ کبریٰ)

۱۱۔ حجر و شجر کی بیک وقت غلامی

حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگل میں حضور پُر نور علیہ السّلام نے مجھ سے فرمایا کہ یہاں کھجور اور پتھر ہیں؟ میں نے عرض کیا، حضور ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اچھا جاؤ اور ان درختوں کو کہو کہ تمہیں حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں کہ قریب ہو جاؤ۔ حضرت اسامہؓ فرماتے ہیں کہ حضور کا حکم سنانا ہی تھا کہ پتھر اور کھجور یکجا جمع ہو گئے۔ آپ نے قضائے حاجت فرمائی۔ پھر مجھ سے کہا کہ انہیں کہو کہ علیحدہ علیحدہ ہو جاؤ۔ حضرت اسامہؓ فرماتے ہیں کہ مجھے اس ذاتِ مقدس کی قسم ہے جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ پتھر اور کھجور کو آقا کا حکم سنایا تو دونوں فوراً علیحدہ ہو کر اپنے اپنے مقام پہ واپس چلے گئے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین)

۱۲۔ پھوٹی آنکھ کو جوڑ کر نورانی بنا دیا

حضرت عبداللہ بن حارثؓ فرماتے ہیں کہ احد کی لڑائی میں حضرت ابوذرؓ کی آنکھ پھوٹ گئی۔ حضورؐ

نے اس کی آنکھ میں لعابِ دہن لگا دیا۔ جس آنکھ میں لعاب ڈالا گیا وہ آنکھ دوسری آنکھ سے زیادہ روشن اور اچھی تھی۔ (خصائص کبریٰ)

ف: علامہ زرقانی فرماتے ہیں کہ ہمارے حضور کا معجزہ حضرت مسیح علیہ السّلام سے زیادہ قوی تھا کیونکہ حضرت مسیح علیہ السّلام اس آنکھ کو تندرست فرماتے تھے جو اپنے مقام پہ ہوتی تھی صرف اس میں بینائی نہ ہوتی مگر سیّد کونین علیہ السّلام کا تصرف تو دیکھئے کہ آپ ان آنکھوں کو درست فرما رہے ہیں جن کی صرف قوتِ بینائی نہیں بلکہ آنکھ اپنے خانۂ آنکھ سے نکل کر باہر جا چکی تھی۔ (زرقانی شرح مواہب)

۱۳۔ چاند جھک جاتا

حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلّم کو عرض کرتے ہیں کہ مجھے آپ کے دین میں آپ کے بچپن کے ایک عجوبہ نے داخل فرمایا وہ یہ کہ میں آپ کو گہوارہ میں دیکھتا تھا کہ آپ چاند کے ساتھ باتیں کرتے تھے اور انگلی کے اشارہ سے جدہر چاند کو موڑتے اُدھر مڑ جاتا۔ اعلیحضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب قدس سرہٗ فرماتے ہیں: ؎

چاند جھک جاتا جدہر انگلی اُٹھاتے مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پہ کھلونا نور کا

آپ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ میں چاند کے ساتھ باتیں کرتا تھا اور وہ میرے ساتھ باتیں کرتا۔ رونے سے بھی بہلاتا اور جب عرش کے نیچے جا پہنچتا تو میں اس کے سجدہ کرنے کی آواز سنتا تھا۔ (خصائص کبریٰ)

ف: یہ تو بچپن کے سماع کا حال تھا۔ جب دورِ نبوت میں تشریف لائے تو قوت سماع اور بڑھ گئی مگر بعض لوگ اس راز سے ناآشنا ہیں۔ کہتے ہیں کہ یہاں سے ہمارے حال کو انہیں کیا خبر (اس معجزہ پاک کی مزید تشریح آنے والے حصّوں میں درج کی جائے گی۔ (انشاء اللہ)

۱۴۔ پنجہ مبارک ڈال کر پیالہ سے دریا بہا دیا

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ حدیبیہ کے دن پانی ختم ہوگیا۔

ہم سب پیاس میں مبتلا ہوگئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وضو فرمارہے تھے۔ ہم سب جمع ہو کر آپ کے اردگرد کھڑے ہوگئے۔ آپ نے پوچھا کیوں کھڑے ہو۔ عرض کیا۔ حضور وضو اور پینے کے لیے پانی نہیں ہے، پریشان ہیں۔ بس فقط یہی پانی تھا جس سے آپ وضو فرما رہے ہیں پس آپ جس برتن سے وضو فرمارہے تھے ہاتھ مبارک کو اس میں ڈبو دیا۔ سبحا

سبحان اللہ ہاتھ ڈبونا ہی تھا کہ برتن نے جوش مارنا شروع کیا۔ ہم کیا دیکھتے ہیں، پانی کے نالے جاری ہوگئے۔ ہم سب نے وضو بھی کیا اور پانی بھی سیر ہوکر پیا۔ کسی نے حضرت جابرؓ سے پوچھا کہ تم کتنے آدمی تھے۔ آپ نے فرمایا کہ لاکھوں کی تعداد بھی ہوتی تو پانی سب کو پورا ہو جاتا مگر اس وقت ہم ڈیڑھ ہزار آدمی تھے۔ (بخاری و مسلم)

۱۵۔ کشکولِ حضرت ابوہریرہؓ

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ پر تین مصیبتیں پڑی ہیں۔

ایک حضور علیہ السلام کا وصال۔ دوسرا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت تیسرا توشہ دان کا گم ہونا۔ لوگوں نے پوچھا کہ توشہ دان کیسا تو آپ نے فرمایا:

ایک دفعہ غزوۂ تبوک میں لوگ بھوک سے نڈھال ہوگئے۔ مجھے سید دو عالم نے پوچھا کہ تمہارے پاس بھی کچھ ہے۔ میں نے عرض کی کہ ہاں حضور توشہ دان میں چند کھجوریں ہیں۔ آپ نے فرمایا لے آؤ۔ میں نے حاضر کیں تو آپ نے ان کو دسترخوان پر پھیلا دیا و اکیس تھیں تو آپ ایک ایک کھجور پر خدا تعالیٰ کا نام پڑھ کر رکھتے جاتے پھر آپ نے ان سب کو ملا دیا۔ پھر حکم دیا کہ دس دس آدمی کھائیں۔ اسی طرح کیا گیا۔ یہاں تک کہ تمام لشکر سیر ہوگیا۔ پھر مجھے فرمایا، لو اپنا توشہ دان اور اس کا منہ بند کر دو۔ پھر جب ضرورت پڑے اس سے خرچ کرتے رہنا۔ مگر ان کو مت شمار کرنا اور نہ گرانا۔ میں نے توشہ دان لے لیا تو مجھے ایسا محسوس ہوا کہ جتنا حاضر

کیا تھا اس سے زائد ہے۔ اس توشہ دان میں اتنی برکت ہوئی کہ میں بھی کھاتا رہا اور لوگوں کو بھی دیتا رہا۔ یہاں تک کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے روز میرا گھر لوٹا گیا اور اس کے ساتھ میرا توشہ دان بھی لوٹا گیا۔ (مدارج اور خصائص کبریٰ)

۱۶۔ اونٹ کا عشقِ نبوی

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ انصاریوں نے ایک روز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں ایک شکایت کی کہ ہمارا ایک اونٹ ہے جس سے ہم پانی لاد کر اپنے کھیتوں کو دیا کرتے ہیں۔

اب وہ اونٹ سرکش ہوگیا ہے جو بجائے کام کے مارتا ہے۔ کرم کیجئے ہماری کھیتیاں و باغ وغیرہ خشک ہو رہے ہیں۔ آپ مع اصحاب اس اونٹ کی جانب روانہ ہوئے۔ پوچھا کہاں ہے عرض کی باغ میں بیٹھا ہے۔ آپ باغ میں تشریف لے گئے، اونٹ ایک گوشہ میں بیٹھا تھا۔ جونہی سرکار دوجہاں کو دیکھا کھڑا ہوگیا۔ ہم سب نے عرض کی یارسول اللہ واپس لوٹیے اونٹ دیوانہ ہے کہیں آپ کو نقصان نہ پہنچا دے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چپ رہو یہ کچھ نہیں کہتا۔ ہم سب حیران کھڑے دیکھ رہے تھے۔ اونٹ آتے ہی قدموں پر گر پڑا۔ گویا زبان حال سے کہہ رہا تھا ؎

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آکے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

آپ نے اونٹ کی پیشانی سے پکڑا اور انصاریوں کے کام میں لے آئے۔ ہم نے اونٹ کی سجدہ گزاری پر رشک کرتے ہوئے عرض کی:

یارسول اللہ یہ جانور جو بالکل بے عقل ہیں آپ کو سجدہ کر رہے ہیں ہم تو پھر زیادہ مستحق ہیں کہ آپ کو سجدہ کریں۔ آپؐ نے فرمایا بغیر ذات خداوند تعالیٰ کے کسی کو سجدہ کرنا روا نہیں ہے اگر کسی کو سجدہ کرنے کی اجازت ہوتی تو عورت کو حکم ہوتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ (رواہ احمد و نسائی)

ف : ایک اور روایت میں آیا ہے کہ یہی اونٹ جس کا ذکر آچکا ہے اس کے متعلق آپ نے اونٹ والے سے کہا کہ اس کی قیمت لے لو اور اونٹ مجھے دے دو۔ اس نے عرض کی کہ یہ مال آپ کا ہے۔ آپ کو بطور تحفہ ہی پیش کرنے کو تیار ہوں مگر ہمارا گذارہ اس اونٹ کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ آپ نے فرمایا تو پھر اس کی شکایت رفع کرو کہ یہ کہتا ہے کہ مجھے گھاس تو ڈالتے نہیں مگر کام بہت کراتے ہیں۔

بھیڑیا بھی رسول کا غلام ہے

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بھیڑیا جنگل میں بکری کو جھپٹ کر مار بھاگا تو چرواہے نے زور سے بکری چھین لی۔ بھیڑیا ایک جگہ بیٹھ کر دم ہلاتا ہوا جیسے کہ درندوں کی عادت ہوتی ہے۔ کہنے لگا کہ اے چرواہے خدا سے نہیں ڈرتا کہ تو نے میرا رزق جو کہ میرے رب نے آج مجھے عنایت کیا ہے۔ راعی متعجب ہو کر کہنے لگا۔ عجیب بات ہے کہ آج بھیڑیا آدمیوں کی طرح بول رہا ہے۔ بھیڑیے نے کہا اس سے اور زیادہ تعجب ناک بات یہ ہے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ مدینہ طیبہ میں لوگوں کو غیب کی خبریں سنا رہے ہیں مگر لوگ ان کی کچھ بھی نہیں مان رہے۔ چرواہے کو زیارت کا شوق دامنگیر ہوا۔ چنانچہ بکریوں کو ایک گوشہ میں چھوڑ آیا اور بارگاہِ رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں حاضر ہوا۔ تمام قصہ کہہ سنایا آپ نے اذان کا حکم دیا۔ سب لوگ جمع ہو گئے۔ آپ نے چرواہے کو فرمایا جو کچھ تم نے دیکھا اور سنا ہے سب جماعت حاضرہ کو سنا دو۔ (رواہ احمد بیہقی)

ف : یہ چرواہا یہودی تھا پھر مسلمان ہو گیا۔ یہی قصہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوں بیان کرتے ہیں کہ جب اس چرواہے نے بکری چھینی اور بھیڑیے نے کلام کیا تو چرواہا متعجب ہوا تو پھر بھیڑیا بولا کہ اس سے اور تعجب ناک بات یہ ہے کہ تو بکریوں کو پیارا سمجھ کر جنگل میں گذار رہا ہے اور وہ رسولِ عربی مدینہ میں تشریف رکھتے ہیں۔ یہ وہ نبی اکرم ہیں کہ جن کی شان یہ ہے کہ ان جیسا نہ کوئی آسکتا ہے، نہ آئے گا۔ گویا کہتا تھا :

رخِ مصطفیٰ ہے وہ آئینہ کہ نہیں ہے دوسرا آئینہ
نہ ہماری بزمِ خیال میں نہ دکانِ آئینہ ساز میں

پھر بھیڑیے نے کہا کہ تیرے اور ان کے درمیان فقط یہی پہاڑ حائل ہے بس اس پہاڑ کے پار ان کے دیدارِ پُر انوار کی تجلیات سے ذرہ ذرہ سرشار ہو رہا ہے۔ چرواہے کا دل اور زیادہ گرویدہ ہو گیا۔ دید اس کے لیے مجبور ہو گیا۔ کہنے لگا : اگر میں وہاں جاؤں تو یہ بکریاں کون چرائے گا۔ بھیڑیے نے کہا میں اس خدمت کو انجام دوں گا۔

کی بھیڑیے نے دشت میں گلّے کی حفاظت
چرواہا بھی ہونے لگا قربانِ محمد !

چرواہا بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہو کر واپس آیا تو بھیڑیا بکریاں باامن لیے کھڑا چرا رہا تھا۔ چرواہے نے ایک بکری ذبح کر کے بھیڑیے کو کھلائی۔

(مدارج النبوۃ جلد اوّل)

۱۸۔ **شیر خوار بچے نے گواہی دی**

معیقیب یمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حجۃ الوداع کے موقع پر میں نے ایک عجیب واقعہ دیکھا کہ میں اس سرائے میں حاضر ہوا جہاں حضور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلّم تشریف فرما تھے۔ تھوڑی دیر گذری کہ یمامہ کے لوگوں سے ایک مرد ایک چھوٹے بچے کو جو اس وقت پیدا ہوا لے آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس لڑکے سے مخاطب ہو کر فرمایا :

مَنْ اَنَا — میں کون ہوں ؟

لڑکا بول اٹھا :

اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰہ — آپ اللہ کے رسول ہیں۔

آپ نے فرمایا :

صَدَقْتَ بَارَکَ اللّٰہُ فِیْکَ — یعنی بیشک تو نے سچ کہا اللہ تعالیٰ

تجھ میں برکت بخشے۔

وہ لڑکا پھر کبھی نہ بولا۔ یہاں تک کہ جوان ہوا۔ اس کا نام بھی ہم نے مبارک الیمامہ رکھا۔

(مدارج النبوۃ جلد اوّل)

۱۹۔ پاگل بچے کو شفا مل گئی

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک عورت حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور ساتھ ایک لڑکے کو لائی۔ عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اس لڑکے کو جنون ہے۔ اس نے ہمیں بہت تنگ کر رکھا ہے۔ دیکھیے اس نے مجھے باؤلے کتّے کی طرح کاٹا ہے اور گھر کے اسباب کو ادھر ادھر پھینکتا ہے۔ آپ نے اس کے سینہ پر ہاتھ مبارک رکھا تو اس لڑکے نے قئے کی۔ قئے کے ذریعہ اس کے پیٹ سے کتّے کے چھوٹے کی طرح کوئی شئے سیاہ شکل بھاگتی ہوئی باہر نکلی۔ (رواہ الدارمی)

۲۰۔ حضرت ابو ہریرہؓ کو عطیۂ قوت حافظہ

سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کی:

یا رسول اللہ! مجھے نسیان کی شکایت ہے۔ آپ سے حدیثیں سنتا ہوں اور بھول جاتا ہوں۔ حضور نے فرمایا:

اپنی چادر بچھاؤ۔ میں نے چادر بچھا دی تو:

فَغَرَفَ بِیَدِیْهِ فِیْهِ ثُمَّ قَالَ ضُمَّهُ۔ — حضور نے دونوں ہاتھوں سے اس میں کچھ ڈال دیا اور فرمایا: اب اس چادر کو سینے سے لگا لو۔

حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں میں نے اس چادر کو اپنے سینے سے لگا لیا۔

فَمَا نَسِیْتُ حَدِیْثًا بَعْدَهٗ — پھر میں کبھی کوئی حدیث نہیں بھولا۔

(بخاری شریف ج۱ ص۲۲، حجۃ اللہ ص۴۳۶)

۲۱۔ جسے خدا رکھے

صحیحین میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر جہاد میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم (بجانب نجد) کے ساتھ تھے۔ ایک دن دوپہر کے وقت ایک جنگل میں جہاں بہت سے درخت خار دار تھے ٹھہرے اور لوگ جا بجا درختوں کے سائے کے تلے متفرق ہو گئے۔ آپ ایک سمرہ[1] کے درخت کے تلے اُترے اور اپنی تلوار اس درخت سے لٹکا دی۔ ہم لوگ تھوڑا سا سوئے تھے کہ آپ نے ہم کو بلایا۔ ہم نے جا کے دیکھا کہ ایک اعرابی آپ کے سامنے بیٹھا تھا اور آپ نے فرمایا کہ میں سوتا تھا تو اس نے میری تلوار نکال لی۔ میں جاگا اور میں نے دیکھا کہ ننگی تلوار اس کے ہاتھ میں تھی اور اس نے مجھ سے کہا کہ اب تم کو کون بچائے گا؟ میں نے کہا اللہ اور آپ نے اس پر کچھ عتاب نہ کیا۔

ف: ایک روایت میں ہے کہ جب آپ نے فرمایا کہ "اللہ" تو تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی اور آپ نے لے لی اور اس سے کہا کہ اب تجھے کون بچاوے گا۔ اُس نے کہا کہ آپ مجھے بخش دیجیے۔ پھر وہ مسلمان ہو گیا اور اپنی قوم سے جا کر کہا کہ میں ایسے شخص کے پاس سے آیا ہوں جو سارے آدمیوں سے بہتر ہے۔

ف: اس قسم کے بہت سے قصّے واقع ہوئے ہیں۔ اللہ جل جلالہٗ نے محض اپنی عصمت سے آپ کو محفوظ رکھا۔ چنانچہ کتب احادیث و سیر سے پوشیدہ نہیں۔

ف: صحیح ترمذی میں حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ آپ کی عادت تھی کہ محافظت اپنی کی سونے کے وقت پہرا رکھا کرتے تھے یہاں تک کہ جب یہ آیت نازل ہوئی:

وَاللّٰهُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ۔

---

[1] سمرہ بفتح سین مہملہ و ضم میم و راء مہملہ ایک بڑا درخت ریگستان

تب آپ نے خیمے میں سے سرِ مبارک نکال کر پہرے والوں سے فرمایا کہ اب چلے جاؤ ، اللہ نے محافظت کا وعدہ کیا ہے اب ہمیں پہرے کی کچھ حاجت نہیں ہے ۔

ایسے واقعات کی تفصیل فقیر نے اپنی کتاب " نور الہدیٰ " المعروف (کل کیا ہوگا) میں لکھ دی ہے ۔ اس کتاب کے تین حصے ہیں :

۱۔ قرآن مجید ۔ ۲۔ احادیث مبارکہ ۔ ۳۔ اولیاء کرام ۔

۲۲۔ **گستاخ رسول کا چہرہ ٹیڑھا ہوگیا** حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حکم بن عاص حضور علیہ السلام کی مجلس میں آجاتا اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کلام فرماتے تو وہ منہ مار مار کر آپ کا سانگ لگایا کرتا تھا ۔

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْ كَذَالِكَ فَلَمْ يَزَلْ يَخْتَلِجُ حَتّٰى مَاتَ ۔ (طبرانی ، مستدرک ، بیہقی ، خصائص ص۷۹ ج۲)	ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس کو فرمادیا ایسا ہی ہو جا (بس آپ کی زبان پاک سے کلمہ کُن کا نکلنا تھا کہ وہ ایسا ہی ہوگیا ، اور مرتے دم تک منہ مارتا رہا ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے لفظ " کُن " کہنے سے اس کا حال تبدیل ہوگیا ۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ نے فرمایا :

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

۲۳۔ **لڑکی زندہ ہوگئی** ایک شخص کو سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے اسلام کی دعوت دی ۔ اس نے عرض کی کہ میں ایک شرط پر مسلمان ہوتا ہوں وہ یہ کہ آپ میری لڑکی کو زندہ فرمادیں ۔ آپ نے فرمایا : اس کی قبر کہاں ہے ؟ دیگر ایک روایت

میں اس طرح ہے کہ میں اپنی لڑکی کو ایک وادی میں ڈال آیا ہوں ۔ آپ نے فرمایا : وہ وادی کہاں ہے ؟

جب آپ اس وادی میں پہنچے تو آپ نے لڑکی کا نام لے کر پکارا تو لڑکی لبیک و سعدیک بولنے لگی ۔ یعنی حاضر ہوں کیا ارشاد ہے ۔ آپ نے فرمایا : کیا تجھے حاجت ہے دُنیا میں واپس لوٹ آنے کی ۔ عرض کی : نہیں حضور ! مجھے تو آخرت دُنیا سے کئی گنا اچھی نظر آرہی ہے ۔

ایک روایت میں یوں ہے کہ آپ نے فرمایا اگر تیرے ماں باپ ایمان لائیں تو کیا تو واپس آجائے گی ۔ اس نے جواب دیا ۔ اب مجھے نہ ماں کی ضرورت ہے نہ باپ کی کیونکہ میں اب اپنے رب کے ہاں پہنچ چکی ہوں ۔ (مدارج)

۲۴۔ **حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی بکری زندہ کردی** حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلّم کو مع جماعت صحابہ دعوت دی اور دعوت میں ایک بکری ذبح فرمائی ۔ سیدِ دوجہاں علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کو ارشاد فرمایا کہ گوشت کھاتے جاؤ مگر ہڈیاں نہ توڑو ۔ بعد از فراغ ہڈیاں جمع کی گئیں ۔ آپ نے ہڈیوں پہ ہاتھ مبارک رکھ کر کچھ پڑھا ۔ دیر نہ گزری کہ وہی بکری کان جھاڑتی اُٹھ بیٹھی ۔ (رواہ ابونعیم و مدارج) اس کی مزید تفصیل آگے درج ہوگی ۔ انشاءاللہ

۲۵۔ **ابوجہل کو پتھر چمٹ گیا** ایک دن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نماز ادا فرمارہے تھے کہ ابوجہل نے موقع پاکر ایک بھاری پتھر اٹھایا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلّم پر گرانے کا قصد کیا ۔ ادھر تماشائی دیکھ رہے تھے کہ ابوجہل ابھی پتھر گراتا ہے مگر ہر شے محبوبِ خدا کی شیدائی تھی ۔

پتھر بجائے حضور پر گرنے کے ابوجہل کے ہاتھ کو چمٹ گیا ۔ ایسا چمٹا کہ دونوں ہاتھوں کو خشک کر دیا ۔ ابوجہل نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلّم کے حضور التجائیں

کہیں کہ اے حضور! رہائی بخشیئے۔ آپ رحمتِ عالم ہیں۔ دیر نہ کی کہ پتھر چھوٹا اور ہاتھ بھی اصلی حالت میں آ گئے۔ اسی طرح کئی بار کیا مگر اب کی باری اسے دور سے ایک اونٹ دکھائی دیا۔ وہ کہتا تھا کہ ایسا اونٹ میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ جب اس نے قصد کیا تو اونٹ نے کھانے کو منہ کھولا۔ ابوجہل ڈر کے مارے پیچھے بھاگا۔

ہمارے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں کہ وہ اونٹ جبرائیل تھے جو اس مشکل میں میرے دشمن کو ہلاک کرنے آئے تھے۔ اگر ابوجہل کچھ آگے آتا تو واقعی اس کو ہلاک کر دیتے۔ (مدارج النبوۃ)

۲۶۔ کفن بردوش

حجۃ الوداع کے موقع پر کچھ اونٹ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے قربانی کے لیے پیش کیے گئے۔ جانوروں کا قاعدہ تو یہ ہے کہ بوقت ذبح گھبراتے ہیں اور ڈرتے ہیں مگر ان اونٹوں کا یہ حال تھا کہ ہر ایک چاہتا تھا کہ حضور پُرنور علیہ الصلوٰۃ والسلام میری قربانی پہلے فرمائیں۔ آپس میں لڑتے تھے اور ایک دوسرے سے پہلے بڑھتے تھے۔ کسی نے خوب فرمایا۔ ؎

ہمہ آہوان سرِ خود نہادہ بکف
بہ امید آنکہ روزے بشکار خواہی آمد

۲۷۔ حبیب یمنی کا مناظرہ

جب کفارِ مکّہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کے مقابلہ سے عاجز ہوئے تو باہر سے اپنے معتمد علیہ سے مشورہ طے کرنے کے لیے آمادہ ہوئے۔ چنانچہ ابوجہل نے والیِ یمن حبیب ابن مالک کو لکھا کہ تیرا دین مٹایا جا رہا ہے۔ جلدی آ۔

حبیب پیغام سن کر فوراً مکہ مکرمہ پہنچا۔ ابوجہل نے حضور پُرنور صلی اللہ

؎ مشکوٰۃ شریف۔

علیہ وسلّم کے متعلق بہت سی غلط باتیں کہیں۔ ابوجہل کا مقصد یہ تھا کہ حبیب کا اہل مکہ پر اچھا اثر ہے کہ یہ لوگوں کو سمجھا دے۔ وہ دین قبول نہ کریں۔ حبیب نے کہا کہ دونوں فریق کی گفتگو کو سن کر فیصلہ کیا جاتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ حضور پُرنور کا کلام بھی سنوں۔ حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ میں یمن سے آیا ہوں، دیدار کا متمنی ہوں۔ حضور انور معہ صدیق اکبر اس مجلس میں تشریف لے گئے۔ جب پہنچے تو تمام مجلس میں ہیبت چھا گئی اور کسی کو کچھ بولنے کی ہمت نہ ہوئی۔ آخر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلّم نے خود ہی دریافت فرمایا کہ تم کیا کرنا چاہتے ہو۔ حبیب نے ہمّت کر کے عرض کی کہ آپ نے دعوٰی نبوّت فرمایا ہے اور نبوت کے لیے معجزہ ضروری ہے۔ آپ نے فرمایا جو چاہو وہی معجزہ دکھایا جائے۔ عرض

عرض کیا ایک تو آسمانی معجزہ ہو جائے، دوسرا میرے دل کی تمنا کیا ہے۔ آپ نے فرمایا چل کوہِ صفا پر، حضور نے تشریف لیجا کر پورے چاند کو اشارہ فرمایا، چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ یہاں تک کہ ایک ٹکڑا پہاڑ کے اس طرف اور ایک دوسری طرف۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

سورج الٹے پاؤں پلٹے، چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

پھر فرمایا: اے حبیب دوسری بات بھی سن:

تیری ایک لڑکی ہے جو ہمیشہ بیمار رہتی ہے، ہاتھ پاؤں سے معذور ہے تو چاہتا ہے کہ اس کو شفا ہو جائے۔ جا اس کو بھی شفا ہو گئی ہے۔ یہ سنتے ہی حبیب پکار اٹھا:

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ۔

جب گھر پہنچے تو رات کا وقت تھا۔ دروازے پر آواز دی، وہ معذور لڑکی جو زمین پر چل پھر نہ سکتی تھی آئی اور دروازہ کھولا۔ باپ کو دیکھتے ہی پڑھنے لگی:

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ۔

حبیب نے پوچھا کہ بیٹی تو نے یہ کلمہ شریف کس سے سُنا۔ تو یوں کہنے لگی:

اِک ماہِ بدن، گورا سا بدن
نیچی نظریں، کل کی خبریں
دکھلا کے پھبن، وہ سُنا کے سخن
مورا پھونک دیا سب تن من دھن
وہ دکھا کے شکل جو چل بھی دیئے
تو دل ان کے ساتھ رواں ہوا
نہ تو وہ دل رہا، نہ وہ دلربا
رہی زندگی سو وبال ہے

کہا میں نے خواب میں اک چاند سی صورت والے کو دیکھا جو فرماتے تھے کہ بیٹی تیرا باپ مکّہ میں آ کر مسلمان ہوگیا، تو یہاں کلمہ پڑھ لے، تجھے فوراً شفا ہو جائے گی۔ صبح کو جب میں ہاتھ پاؤں سلامت پا کر اٹھی تو یہی کلمہ شریف میری زبان پر جاری تھا۔ (عقیدہ الشہدہ شرح قصیدہ بردہ للخربوتی)

۲۔ حضرت جابرؓ کے لڑکے زندہ ہوگئے

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کو دعوت دی، ان کی بیوی کھانے تیار کر رہی تھی کہ ایک لڑکے نے دوسرے کو ذبح کر دیا۔ جب اپنے بھائی کی گردن پر چھری پھیر دی، جیسے کہ باپ کو بکری ذبح کرتے دیکھا تھا۔ اب والد کے خوف سے چھت پر چڑھتے ہوئے پاؤں جو پھسلا، گرتے ہی انتقال کر گیا۔ صابرہ ماں نے دعوت کی وجہ سے دونوں لاشوں کو چھپا دیا اور کھانا تیار کر لیا۔ حضور

حضور جب کھانا ملاحظہ فرما کر دسترخوان پر تشریف فرما ہوئے تو حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اپنے بچوں کو بلاؤ ہم کھانا ان کے ساتھ کھائیں گے۔ تب اس بی بی نے سارا ماجرا

کہہ سُنایا۔ بچوں کی لاشیں اٹھا کر حضور علیہ السّلام کے سامنے رکھ دیں۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے دعا فرمائی، وہ بچے فوراً زندہ ہوگئے اور کھانے میں شریک ہوئے۔

قصّہ آلِ جابرؓ

یعنی

معجزۂ پیغمبر

جیسا کہ قارئین نے معجزۂ مذکورہ نثر میں پڑھا اب
اسے نظم میں پڑھ کر محظوظ ہوں کیونکہ نظم نثر سے
طبائع پر زیادہ اثر انداز ہوتی ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

کس طرح عیسٰی مسیحائی کا اب دم بھرتے ہیں
دیکھیں آکر مصطفٰی مُردوں کو زندہ کرتے ہیں

اِک دن محمد مصطفٰی خندق رہے تھے اِک بنا
تھے ساتھ سارے آشنا اور تھی یہ حالت آپ کی
تھا پیٹ پر پتھر بندھا فاقہ سے منہ اترا ہوا
کی حضرت جابر نے آ تنہا ضیافت آپ کی

★ ★ ★

آپ نے فرمایا سب سے، سب چلو جابر کے گھر
آج دعوت صابروں کی، ہے میرے صابر کے گھر

★ ★ ★

جابر جب اپنے گھر گئے بیوی سے فرمانے لگے
گھر میں ہو بتلا مجھے، ہے دعوت رسول اللہ کی
بولی بیوی کچھ جو دھرے بکری کو ذبح کیجئے
پھر شوق سے لے آیئے کافی ہے برکت آپ کی

★ ★ ★

کہہ دیا تشریف لائیں، بے تامّل دیکھئے
ان کی ہمّت دیکھئے، ان کا توکل دیکھئے

★ ★ ★

جابر کے دو فرزند تھے نو عمر نو دس سال کے
پالی تھی بکری شوق سے دن بھر تھے اس سے کھیلتے

چارہ نہ دیکھا آپ نے بیچاری بکری کے لیے
خود ذبح کرنے کو چلے، اللہ رے ہمّت آپ کی

★ ★ ★

ذبح بکری سامنے بیٹوں کے کی جب آپ نے
بولے وہ ہم بھی کریں گے، جو کیا ہے باپ نے

★ ★ ★

لے کر چھری دونوں پسر چپکے سے پہنچے کوٹھے پر
چھوٹے کو نیچے ڈال کر، پھیری بڑے نے حلق پر

شہ رگ کٹی تھی سر بسر تھے خون میں دونوں تر بتر
یہ تڑپا وہ پھڑکا ادھر، دیکھو مروّت آپ کی

★ ★ ★

اس نے جب سمجھا مجھے بھائی اکیلا کر گیا
اور وہ کوٹھے سے گرا گرتے ہی فوراً مر گیا

★ ★ ★

سن کر دھماکا ناگہاں، کوٹھے پہ پہنچی ان کی ماں
بچوں کو پایا نیم جاں اور پایا زمین پر خون رواں

بولی کہ یا اللہ میاں، آتے ہیں گھر میں مہماں
دیکھیں گے کیونکر یہ سماں، نازک طبیعت آپ کی

★ ★ ★

آپ کھانا کھائیں گے میں تب انہیں دکھلاؤں گی
آپ ہی کے سامنے نہلاؤں گی کفناؤں گی

★ ★ ★

دونوں کی لاشوں کو اُٹھا، گھر میں دیا آ کر چھپا
ایسی تھی پابند رضا، رونا نہ جابر سے کہا

آئے محمد مصطفیٰ، جابر نے ہاتھوں کو دھلا
جو کچھ تھا آگے رکھ دیا، تھی صاف نیت آپ کی

★ ★ ★

کھانے والے تھے بہت، کم کھانا دیکھا آپ نے
ڈھک دیا اس دیگ پر، چادر کا پلّہ آپ نے

★ ★ ★

نازل ہوئے روح الامیں، بولے سنو یا شاہِ دیں
بیٹھے ہیں سارے ہم نشیں، ہے حکم رب العالمیں

جابر کے فرزند حزیں، دعوت میں کیوں شامل نہیں
بلوائیے ان کو یہیں، کر لیں زیارت آپ کی

★ ★ ★

بولے جابر سے رسول اللہ، تیرے بیٹے ہیں کہاں
بتلاؤ گھر لیٹے کہیں، دکھلاؤ لیٹے ہیں کہاں

★ ★ ★

بیوی نے بڑھ کر عرض کی، روحی فدا کا یا نبی!
بچوں کی بھی اچھی کہی، آتے رہیں گے وہ کبھی!

فرمایا آئیں گے وہ اگر کھانا تو کھائیں گے جبھی
حیران تھے سب آدمی، سُن سُن نصیحت آپ کی

★ ★ ★

بولے جابر یا رسول اللہ، ابھی جاتا ہوں میں
خدمتِ اقدس میں ان کو، ڈھونڈ کر لاتا ہوں میں

★ ★ ★

بیوی نے چپکے سے بُلا، سارا سُنایا ماجرا
لاشے دیئیے لاکر دکھا، جابر کو سکتہ ہوگیا
دونوں کی لاشوں کو اٹھا، قدموں میں لاکر رکھ دیا
بولے محمد مصطفیٰ، اچھی ہے قسمت آپ کی

★ ★ ★

آپ نے فرمایا اٹھو، حکم سے اللہ کے
آج کھانا ساتھ کھاؤ، گے رسول اللہ کے

★ ★ ★

سُنتے ہی یہ حکم وہ، خفتہ خواب عدم
جی اُٹھے دونوں ایک دم، ماں باپ نے چومے قدم
فرمایا اب کھائیں گے ہم، کھانے لگے مِل کر باہم
کھایا نہ بچوں کے سوا، دیکھو محبت آپ کی

★ ★ ★

معلوم عظمت ہوگئی، منشور خلقت ہوگئی   سب پوری حاجت ہوگئی، لوگوں کو حیرت ہوگئی
ساقی کوثر جو اپنے دست سے باقی رہا   پیٹ سب کا بھر گیا، کھانا مگر باقی رہا

★ ★ ★

انتباہ: بعض کورٹھ مغز اس معجزہ کے صدور کا انکار کرتے ہیں۔ حالانکہ عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا انہیں اقرار ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ اپنے نبی علیہ السلام سے بغض و عداوت ہے۔ اس کے باوجود فقیر اس معجزہ کے حوالہ جات عرض کیے دیتا ہے تاکہ مخالف کا منہ بند ہو۔

۱۔ دلائل النبوۃ للبیہقی، ۲۔ مدارج النبوۃ، ۳۔ شرح قصیدہ للخرپوتی وغیرہ
مزید تحقیق فقیر کے رسالہ "غوثِ اعظم اور بڑھیا کا بیڑا" میں پڑھیے۔

۲۹۔ رسول کی اونٹنی سے درندوں کو حیاء

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رات سرورِ کائنات فخرِ موجودات علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التسلیمات گھر سے باہر تشریف لے جا رہے تھے تو ایک اونٹنی سے گزر ہوا۔ اونٹنی نے عرض کیا:

السَّلامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ۔

آپ نے جواب میں فرمایا:

عَلَيْكَ السَّلَام

پھر اونٹنی نے اپنا واقعہ سنایا کہ میں ایک قریشی اعقبب نامی کی اونٹنی ہوں۔ میں اس سے بھاگ کر جنگل میں پہنچی تو درندے، چرندے میرے قریب پھر رہے تھے۔ میں مارے ڈر کے مرتی جا رہی تھی مگر وہ آپس میں باتیں کرتے کہ خبردار اس اونٹنی کو کچھ نہ کہو۔ کیونکہ یہ ہمارے پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری ہے۔ جب صبح ہوئی تو میں چراگاہ میں پہنچی تو ہر درخت پکار پکار کے عرض کرتا کہ اے اونٹنی مجھے کھائیو، میری طرف تشریف لے آئیو کیونکہ تم ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی ہو۔ وہاں سے پھرتی ہوئی آپ کے در پر آپڑی ہوں۔

ایک روایت میں یوں ہے کہ اس اونٹنی نے یہ بھی آرزو کی تھی کہ اپنے رب سے

دعا کرو کہ محشر کے دن بھی میں آپ کی سواری بنوں۔ آپ نے فرمایا: تمہاری عرض منظور ہے۔

(نسیم الریاض و شرح شفا شریف ملا علی قاری)

ایک بے دم ہی نہیں، تیار مرنے کے لیے
جو بھی تیرے کوچے میں ہے اے جان کفن بردوش ہے

۳۰۔ **حضرت سفینہؓ** ایک صحابی جن کا لقب سفینہ تھا ان کو ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آزاد فرمایا تھا۔ یہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک کشتی میں سوار ہوا اتفاق سے کشتی ٹکرا کر ٹوٹ گئی میں ایک تختہ پر بہتا ہوا چلا گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد دریا کے کنارے لگا وہاں سے اترا تو ایک جنگل بیابان میں جا پہنچا جہاں بہت شیر اور درندے تھے۔ کیا دیکھتا ہوں کہ شیر بھاگتا ہوا چلا آرہا ہے۔ جب میرے قریب آیا تو میں نے کہا او شیر کے بچے ذرا ہوش سنبھالو۔ میں رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا آزاد کردہ غلام ہوں، شیر آیا تو چھلانگیں مارتا ہوا، میرے کھانے کو تیار تھا۔ مگر رسول عربی کا نام مقدس سنتے ہی اپنا سر جھکا لیا اور میرے پاس آکر اپنے کندھے سے اشارہ کیا کہ میرے ساتھ چلو۔ میں اس کے اشارہ کو سمجھ گیا اور اس کے ساتھ ہو لیا۔ کچھ دیر بعد اس جنگل سے شیر نے مجھے نکالا اور ایک راستہ پر لاکر مجھے کھڑا کر دیا۔ جب راستہ آگیا تو نہایت عاجزی کرنے لگا اور گڑگڑاتے ہوئے مجھ سے رخصت ہونے کے کلمات عرض کیے چنانچہ مجھے رخصت کر کے چلا گیا۔ میں صحیح و سالم اپنے گھر پہنچ گیا۔ (اسد الغابہ فی احوال الصحابہ)

۳۱۔ **ابوجہل کا بت بول اٹھا** ابوجہل کے پاس علاوہ بہت سے پتھروں کے بتوں کے ایک پیتل کا بت تھا۔ اکثر ابوجہل اس کو اپنے کندھے پر اٹھائے پھرتا تھا۔ ایک دن اس بت کو اپنے کندھوں سے اتارا۔ پہلے تو سجدہ کیا۔ پھر نہایت ادب سے یہ عرض کیا کہ ہمارے معبود تو تو کیا دیکھتا ہے کہ محمد بن عبداللہ نے کس قدر تمہیں برا کہنا شروع کر دیا ہے۔ ہائیں آپ کی بے ادبی سے نہایت اذیت ہوتی ہے۔

اگر آپ ایسا کریں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے چل کر ان کے دین کو برا کہہ دیں تو آپ کا بڑا احسان ہوگا۔ یہ سب کچھ بت کے سامنے عرض معروض کر کے بڑی تعظیم سے اس بت کو کندھے پر اٹھا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا کہ بس کہ آپ ہمارے معبودوں کو بہت برا کہہ چکے ہیں آج یہ ہمارا معبود کھلم کھلا آپ کو برا کہے گا اور آپ کو جواب دے۔ یہ کہہ کر ابوجہل نے بت کو کندھے سے اتارا۔ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھا اور بت کو اشارا کیا۔

وہ بت فوراً پیروں کے بل کھڑا ہو کر جنبش کرنے لگا۔ اس پر ابوجہل اور اس کے ہمراہی نہال نہال ہو گئے اور بڑے خوش ہوئے کہ آج مراد بن آئی۔ کچھ جنبش کے بعد بت کے اندر سے آواز نکلی:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

پھر اس بت کو ابوجہل نے پتھر سے مار کر چور چور کر دیا۔ (روح البیان)

۳۲۔ **جن کا قصہ** زمانہ جاہلیت میں ذباب نامی ایک شخص بت پرست تھا، اس کو شکار کا بہت شوق تھا۔ ذباب کے بت کا نام قراض تھا۔ ایک بکرا قراض کے نام پر ذبح کر کے اس کا خون بت پر چڑھایا اور دست بستہ عرض کی، حضرت! حضرت! آپ میں سب قدرت ہے، اپنی عنایت سے مجھے کوئی شکاری عنایت فرما دیجئے۔ بت کے اندر سے آواز آئی:

جا تمہارے خیمہ کے پاس ایک کتا ملے گا، اسے تم پال لو وہ تمہارے لیے شکار پکڑے گا۔ بت کے منہ سے یہ کلام سنتے ہی ذباب خیمہ کی طرف دوڑتے ہوئے آکر دیکھا کہ ایک نہایت ہیکل سیاہ کتا کھڑا ہے ذباب نے اسے پکڑا وہ دم ہلاتا ہوا اس کے ساتھ ہو لیا۔ ذباب نے اس کتے کا نام حیاض رکھا۔ وہ رات دن شکار کھیلنے میں مصروف ہو گئے جو جانور وہ شکار کرتا پھر ذباب بت کے سامنے لاکر ذبح کرتے، خون بت پر

چڑھاتے اور گوشت مہمانوں کو کھلاتے اور خود بھی کھاتے۔ تھوڑے عرصہ میں اس کُتّے نے ذباب کو مالا مال کر دیا۔ دور دور سے مہمان آتے اس بُت کے ذبیحہ کو خوشی سے کھاتے یہاں تک کہ حضور کریم علیہ الصّلوٰۃ والتسلیم مبعوث ہوئے۔ ذباب کے مکان پر ہر روز مہمان آتے تھے۔ ایک دن حسبِ معمول ایک شخص آیا اور کہا کہ میں آج نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم سے قرآن سُن کر آیا ہوں۔ جب اس مہمان نے سیّد المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی کچھ باتیں کیں۔ خلافِ عادت وہ کتا بھی کان لگا کر باتیں سُننے لگا۔ جب وہ شخص باتوں سے فارغ ہوا تو ذباب کُتّے کو شکار کے لیے جنگل میں لے گیا۔ ہرن نیل گائے متعدد جانوروں پر چھوڑا۔ کتے نے کسی کو نہ پکڑا بلکہ جانوروں کو پکڑ پکڑ کر چھوڑ دیا۔ ذباب نے کہا آج حیاض (کتے) کو کیا ہوا، کتا تو خاموش تھا مگر غیب سے ایک آواز آئی وکہ اے ذباب اس کُتّے نے ایک بڑی بات کی خبر سُن لی ہے۔ اگر تمہیں معلوم ہو جائے تو تم بھی اسے معذور سمجھو گے پس کتے کو گھر لے آئے۔ راستہ میں ایک دیو کی صورت کا انسان جنگلی گدھے پر سوار اور دوسرا شخص بھی اسی طرح سوار، سامنے سے آتے ہوئے نظر آئے۔ ان شخصوں کے پیچھے ایک حبشی غلام، غلام کے ہاتھ میں بڑے زبردست کالے کتے کی رسّی پکڑی لیے چلا آتا ہے۔ ان سواروں میں سے ایک نے میرے کتے کی طرف اشارہ کر کے کہا:

اے حیاض (کتا)، شکار کرنا چھوڑ دو۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تشریف لائے ہیں۔ ذباب اپنے گھر سوئے تو ایک آواز سُنی، آنکھ کھول کر دیکھا تو وہ کتا تھا جو حبشی غلام کے ہاتھ میں تھا۔ وہ کتا حیاض کتے کے ساتھ باتیں کرنے لگا۔

حیاض کتے نے اس کتے سے کہا: ذرا ٹھہر جاؤ ابھی گھر والا آتا ہے۔

ذرا ٹھہر جاؤ، ابھی گھر والا آتا ہے۔ یہ کلام سُن کر ذباب نے آنکھیں بند کر لیں اور سانس دینے شروع کر دیئے۔ حیاض کتے نے ذباب کے قریب آ کر غور

غور سے دیکھا کہ کیا گھر والا جاگتا ہے یا سو گیا۔ غور سے دیکھا تو جان گیا۔ یہ سو گئے، حالانکہ یہ جاگتے تھے۔ حیاض نے دوسرے کتّے سے کہا۔ ہاں اب کہو کیا کہتے ہو گھر والا سو گیا ہے اور بھی کوئی ہماری بات نہیں سُن رہا۔ کالے کتّے نے کہا کہ تُو نے جو وہ دو سوار دیکھے یہ دونوں بڑی قوی ہیکل والے جن تھے۔ یہ وہ ہیں جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن مجید سُن کر مسلمان ہو چکے ہیں اور آپؐ نے اپنی طرف سے ان دونوں کو روئے زمین کے جنات اور شیاطین پر مسلط کر دیا ہے۔ جو بتوں کے اندر بولتے اور بتوں کے ذریعہ سے گمراہ کرتے ہیں ان کو پکڑ کر ماریں۔ مجھے

مجھے تو انہوں نے پکڑ کر خوب مارا اور طرح طرح کے عذاب میں مبتلا رکھا اور مجھ سے عہد لیا کہ اب کے بعد میں کسی بُت کے اندر نہ جاؤں۔ اب تو اے حیاض میں ہندوستان کے جزیروں میں جانے کا ارادہ کر چکا ہوں۔ تیرا کیا ارادہ ہے؟

حیاض کتّے نے جو کہ وہ بھی در اصل جن تھا، کہا کہ جو آپ کی رضا میری بھی وہی۔ یہ کہہ کر دونوں بھاگ نکلے اور ایسے گم ہوئے کہ اب تک ان کا نام و نشان بھی نہیں ہے۔ صبح کو ذباب نے یہ سارا واقعہ اپنی قوم سے بیان کر کے کہا کہ میں تو مکّہ معظمہ جا کر مسلمان ہوتا ہوں۔ قوم سے کہہ کر اور تو کچھ نہ کیا لیکن علیحدہ ہو کر بُت کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے پھینک دیا اور سرورِ کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلّم کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ جب آپ نے اس کو دیکھا تو صحابہ کو فرمایا کہ یہ وہ شخص ہے جو ایک عجیب و غریب واقعہ دیکھ کر مسلمان ہو رہا ہے۔ (خیر المبشر سعید اللہ مکی رحمۃ اللہ علیہ۔ احسن المواعظ)

۴۳۔ استنِ حنانہ

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

استنِ حنانہ از ہجرِ رسولؐ
نالہ میزد ہمچو اربابِ عقول

ترجمہ: استون رونے والا حضور علیہ السّلام کے ہجر سے روتا تھا مثل عقلمندوں کے۔

درمیاں مجلس وعظِ آنچناں

کز وے آگاہ گشت ہم پیر و جواں

ترجمہ: وعظ کی مجلس میں اس طرح رو رہا تھا) اس سے خبردار ہو گئے بوڑھے اور نوجوان بھی۔

در تحیر ماند اصحابِ رسول

کز چہ می نالد ستون با عرض طول

ترجمہ: حیرانی میں رہ گئے حضور کے صحابہ، کس طرح روتا ہے ستون باوجود طول عرض کے۔

گفت پیغمبر چہ خواہی اے ستون

گفت جانم از فراقت گشت خون

ترجمہ: حضور نے فرمایا اے ستون کیا چاہتے ہو، ستون بولا میری جان آپ کے فراق سے خون ہو گئی۔

از فراق تو مرا چو سوختِ جاں

چوں ننالم بے تو اے جانِ جہاں

ترجمہ: جب آپ کے فراق سے میری جان جل گئی ہے کیوں نہ روؤں اے جہاں کی جان۔

مسندت من بودم از من تافتی

بر سرِ منبر تو مسند ساختی

ترجمہ: میرا تکیہ آپ تھے اب مجھ سے جدا ہو گئے (اور) منبر پہ اپنی مسند بنا لی۔

پس رسولش گفت کای نیکو درخت

ای شدہ با سر تو ہمراز بخت

ترجمہ: پس حضور نے فرمایا اے نیک درخت، اے کہ وہ تیرے بھید کے ساتھ بخت ہمراز ہو گیا۔

گر بخواہی سازمت پر بار نخل

تا برد شرقی و غربی از تو دخل

ترجمہ: اگر تو چاہے تو تجھے پھلدار درخت بنا دوں تاکہ مشرق و مغرب والے تجھ سے فائدہ اٹھائیں۔

گفت می خواہی ترا نخلے کنند

شرقی و غربی ز تو میوہ چنند

ترجمہ: حضور نے فرمایا تو چاہے تو تجھے کھجور کا درخت بنا دیں، مشرق و مغرب والے تجھ سے میوہ چنیں۔

یا دراں عالم حقت سرو مے کند

تا تر و تازہ بمانی تا ابد

ترجمہ: یا عالم آخرت میں اللہ تعالیٰ تجھ کو سرو بنا دے تاکہ تو ہمیشہ کے لیے تر و تازہ رہے۔

گفت آں خواہم کہ دائم شد بقاش

بشنو اے غافل کم از چوبے مباش

ترجمہ: درخت نے کہا کہ میں وہ چاہتا ہوں کہ جس سے میرا رہنا ہمیشہ ہو جائے، سن اے غافل لکڑی سے کم نہ رہ۔

ف: مختصر واقعہ یہ ہے کہ جب مسجد نبوی کی تعمیر ہوئی تو پہلے کوئی منبر نہ تھا۔ آنحضور کریم علیہ السلام ایک کھجور کے خشک تنا کے ساتھ تکیہ لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے۔ کچھ دن بعد ایک غلام نے منبر تیار کر کے حاضر کیا تو جب آپ اس منبر پر جلوہ افروز ہوئے تو خشک تنا اس مہجوری کی تاب نہ لا سکا۔ چنانچہ وہ چھوٹے بچوں کی طرح رونے لگا۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے اس کے رونے کی آواز کو اچھی طرح سنا بلکہ سب اس کی آواز کو سنتے ہی رو پڑے۔ فقط صحابہ نے خشک تنا کا ساتھ نہ دیا بلکہ مسجد کی در و دیوار ہل گئی۔ بالآخر خشک تنا کے جذبۂ محبت کو آقائے کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

نے جب ملاحظہ فرمایا تو منبر سے نیچے اُتر کر اس کو گلے لگایا۔ صحابہ فرماتے ہیں کہ آقا کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے گلے لگاتے سے خشک تنا کو روح پڑ گئی اور اپنے ارمان نکالنے پر ہچکیاں بھر رہے تھے جیسے رونے والا عموماً تسلّی کے بعد کرتا ہے۔

حضور کریم فرماتے ہیں، اگر ہم ایسا نہ کرتے یعنی اسے گلے نہ لگاتے تو یہ قیامت تک روتا رہتا۔ بعد از تسلّی سید کون و مکان علیہ السلام خشک تنا سے پوچھتے ہیں کہ اے عاشق زار کیوں روتا ہے۔ عرض کی: حضور آپ کے ہجر و فراق سے روتا ہوں۔ آپ نے فرمایا اچھا کیا خیال ہے؟ اگر چاہے تو تجھے جنت کا درخت بنا دوں اور نیک بندے تیرا پھل کھائیں، اگر تو چاہے تو تجھے ویسے ہی سرسبز و شاداب کر دو جیسے کہ تو تھا۔ اس نے چاہا۔ بس قدموں میں قدموں میں جگہ دے دو یہی غنیمت ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہیں منبر کے نیچے دفن کیا گیا۔ (نسیم الریاض۔ خصائص کبریٰ)

ف: اس کی مزید تشریح فقیر کی شرح مثنوی مسمّٰی "صدائے نوی" میں پڑھیے۔

۴۳۔ ابوجہل کے سنگریزے

مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

سنگہا در کفِ بو جہل بود
گفت وے احمد بگو تا چیست ندو

ترجمہ: کچھ پتھر ابوجہل کی ہتھیلی میں تھے، ابوجہل نے کہا اے احمد جلدی بتائیے کہ یہ کیا ہے۔

گر رسولی چیست در مشتم نہاں
چوں خبر داری زر از آسماں

ترجمہ: اگر آپ رسول ہیں تو بتائیے کہ میرے ہاتھ میں کیا ہے، کیسے خبر رکھتے ہیں آپ آسمان کے بھیدوں سے۔

گفت چوں خواہی بگو کاں چہاست،
یا بگوید آنکہ ماحقیم راست

ترجمہ: حضور نے فرمایا میں کہہ دوں یا یہ خود بولیں (یعنی پتھر) کہ ہم حق اور سچے ہیں۔

گفت بوجہل ایں دوم نادر ترست
گفت آرے حق ازاں قادر ترست

ترجمہ: ابوجہل نے کہا یہ دوسری بات عجیب تر ہے، حضور نے فرمایا ہاں اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ پر قادر ہے۔

گفت شش پارہ حجر در دست تست
بشنو از ہر یک تو تسبیح درست

ترجمہ: حضور نے فرمایا چھ پتھر تیرے ہاتھ میں ہیں، سُن تو ہر ایک سے تسبیح صحیح۔

از میانِ مشت او ہر پارہ سنگ
در شہادت گفتن آمد بید رنگ

ترجمہ: اس کی مٹھی سے ہر ٹکڑا پتھر کا بغیر تاخیر کے کلمہ شہادت کہنے لگا۔

لاالٰہ گفت الا اللہ گفت
گوہر احمد رسول اللہ صفت

ترجمہ: لا الٰہ کہا الا اللہ کہا، موتی احمد رسول اللہ کے پرو دئے۔

چوں شنید از سنگِ بو جہل ایں
زد ز خشم آں سنگ ہا را بر زمیں

ترجمہ: جب سُنا ابوجہل نے یہ پتھروں سے تو غصّہ سے ان پتھروں کو زمین پر دے مارا۔

گفت نبودے مثل تو ساحر دگر
ساحر آں را سر توئی و تاج سر

ترجمہ: کہا کہ تجھ جیسا جادوگر اور کوئی نہیں (بلکہ) جادوگروں کا تو سرتاج ہے اور تاج سر ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ سمندر کے کنارے تشریف فرما تھے

۳۵۔ تیرا اک پتھر عکرمہ آئے اور کہنے لگے۔ اگر آپؐ نبی صادق ہیں تو سمندر کے اس پار جو پتھر ہے اسے بلائیں وہ سمندر عبور کرے اور آپ کی تصدیق کرے۔ مگر پانی میں نہ ڈوبے۔ حضور کریم نے پتھر کی جانب اشارہ کیا۔ وہ پتھر اپنی جگہ سے اکھڑا اور سمندر کو عبور کر کے آپ کی خدمت میں آگیا اور اس نے آپ کی رسالت کی گواہی دی۔ (حجۃ اللہ)

امام طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے معجم کبیر میں حضرت اسماء

۳۶۔ سورج اُلٹے پاؤں پلٹے بنت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ:

۱۔ خیبر میں ایک روز رسالت مآب تھے
ظلمت کدہ میں وہ رشکِ آفتاب تھے

۲۔ زانوے شیرِ حق پہ وہ مصروفِ خواب تھے
بے مثل تھے حضور تو یہ انتخاب تھے

۳۔ تھا اوج پر ستارہ مگر بو تراب کا
زانو بنا تھا تکیہ رسالتِ مآب کا

یہی سماں تھا کہ آفتاب غروب ہونے لگا اور حضرت شیرِ خدا آنکھ سے دیکھتے رہے کہ آفتاب ڈوب گیا اور شیرِ خدا نے نمازِ عصر محبوبِ خدا کی مبارک نیند پر قربان کر دی۔

کچھ دیر بعد ؎

۴۔ بیدار خواب سے ہوئے محبوبِ کبریا
دیکھا کہ آفتاب ہے مغرب میں جا چھپا

۵۔ کی عرض شیرِ حق نے اے شاہِ دوسرا
وسطیٰ صلوٰۃ عصر میری ہو گئی قضا

حضرت مولا علیؓ کی اس درخواست پر ہمارے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلّم نے دعا کی:

اَللّٰھُمَّ اِنَّ عَبْدُكَ عَلِيًّا — الٰہی علی تیرے نبی کی خدمت میں تھے
اَحْتَبَسَ نَفْسَهٗ عَلٰى — ان کے لیے سورج واپس فرما دے۔
نَبِيِّكَ فَرُدِّ عَلَيْهِ الشَّمْسَ۔ — اسی وقت سورج نکل آیا۔ ؎

۶۔ ارض و سما ہیں زیرِ نگیں کیا آفتاب
مرضی جو اُن کی دیکھی تو لوٹ آیا آفتاب

حضرت اسماء بنت صدیق فرماتی ہیں۔ ؎

۷۔ خیبر کی چوٹیوں پہ جو دھوپ آگئی نظر
مشکل کشا نے بہرِ فریضہ جھکایا سر

۸۔ لرزاں تھا جسم خوفِ الٰہی کا تھا اثر
فارغ ہوا نماز سے پھر حق کا شیرِ نر

۹۔ ثابت ہوا مشیتِ پروردگار ہے
اس کے حبیب کو بھی وہی اختیار ہے

ف: نیچریوں کو اس معجزہ سے انکار ہے اور مودودی، شبلی نعمانی اور سید سلیمان ندوی نے بھی انکار کیا ہے۔ فقیر نے "ردّ الشمس" رسالہ لکھا ہے۔ تفصیل اس میں ہے۔ یہاں پر مندرجہ ذیل اشعار پر اکتفا کرتا ہوں۔ ان میں دلیل بھی ہے اور اظہارِ عقیدت بھی۔ ؎

ہیں دونوں جہاں تابعِ فرمانِ محمد
اللہ سے کم سب سے بڑی شانِ محمد
رُتبے میں ہے یہ عرشِ معلیٰ سے بھی اونچی
اللہ غنی کرسیِ ایوانِ محمد

۳۷۔ گونگے کو زبان مل گئی

ایک عورت ایک شخص کو لائی جو پیدائشی گونگا تھا اور ایک لفظ کبھی اس کی زبان سے نہیں نکلا تھا۔ جب حضور نے اس سے دریافت کیا کہ میں کون ہوں۔ تو وہ گونگا کہتا ہے:

اَشْہَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اِنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ؕ

ؔ جب گنگ نے کی آپ کی تصدیقِ رسالت
پھر کیوں نہ ہو کونین ثنا خوانِ محمّد!

۳۸۔ تبرک درخت

آپ ایک سفر میں تھے کہ ایک بدّو آتا ہوا نظر آیا۔ جب وہ آپ کے قریب آگیا تو آپ نے پوچھا: کہاں جاتے ہو؟ اس نے جواب دیا: "مکان کا ارادہ ہے" پھر آپ نے فرمایا: تمہیں نیکی کی حاجت ہے؟" اس نے کہا: وہ نیکی کیا ہے؟ آپ نے کلمۂ توحید کی تلقین کی۔ اس نے کہا: "اس کی شہادت کون دیتا ہے"۔ آپ نے فرمایا: "سامنے کا یہ درخت"؛ چنانچہ یہ کہہ کر آپ نے وادی کے کنارے سے اس درخت کو بلایا، وہ دوڑتا ہوا آیا اور آپ کے سامنے کھڑا ہوگیا۔ آپ نے تین بار اس سے کلمۂ توحید پڑھایا اور اس نے پڑھا پھر وہ اپنی جگہ پر واپس چلا گیا اور بدّو یہ کہہ کر اپنے مکان کو روانہ ہوا کہ اگر میرے اہل وعیال نے بھی اسلام قبول کر لیا تو ان سب کو لے کر آؤں گا۔ ورنہ تنہا آپ کے ساتھ قیام کروں گا۔"

۳۹۔ اندھے کو آنکھ اور لاعلاج مریض کو شفا

ایک مریض مستسقی جس کو جلندھر کا مرض تھا حاضر ہوا اور عرض کیا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم میں نے بہت علاج کیے مگر میرے مرض کو شفا نہیں ہوتی۔ اسی وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے تھوڑی سی خاک زمین سے لے کر اس میں تھوڑا لعابِ دہن ملا کر دیا اور اس نے کھایا اور کھاتے ہی صحت ہوگئی۔

اسی طرح ایک نابینا حاضر ہوا اور عرض کیا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم میری آنکھوں کے صدہا علاج ہوئے لیکن صحت نہیں ہوتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے کچھ پڑھ کر آنکھوں پر دم کیا تو آنکھیں اسی وقت پٹ سے کھل گئیں۔

بیمار کو اچھا کرے نابینا کو بینا
صدقے تیرے اے چشمۂ فیضانِ محمّد

۴۰۔ اونٹ نما درخت

ایک بار آپ سفر میں قضائے حاجت کے لیے نکلے۔ حضرت جابرؓ پانی لیے ہوئے ساتھ تھے۔ آپ نے میدان میں ادھر ادھر دیکھا تو کوئی آڑ نہ ملی۔ میدان کے کنارے صرف دو درخت تھے۔ آپ ایک درخت کے پاس گئے اور اس کی ایک ڈالی کو پکڑ کر کہا کہ خدا کے حکم سے میری اطاعت کر، وہ فرمانبردار اونٹ کی طرح آپ کے ساتھ ہولیا۔ پھر دوسرے درخت کے نزدیک تشریف لے گئے اور وہ بھی اسی طرح آپ کے ساتھ ہولیا۔ پھر آپ نے دونوں کو ایک جگہ جمع کیا اور فرمایا کہ "خدا کے حکم سے باہم جڑ جاؤ"۔ دونوں باہم مل گئے۔ جب ان کی آڑ میں فراغت کر چکے تو پھر دونوں درخت اپنی اپنی جگہ پر الگ الگ آگئے۔

فقط والسّلام

زیرِ نظر حصّہ کو پڑھنے کے بعد دوسرا حصّہ بھی پڑھیے جس میں اسّی معجزات جمع کر دیئے گئے ہیں۔
